# Review Journal of Social Psychology & Social Works

http://socialworksreview.com

ISSN-E: 3006-4724 Volume: 4
ISSN-P: 3006-4716 Issue: 1 (January - March, 2026)


# ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ میں اسلامی دعوت کے اخلاقی اصول: قرآن وسنت کی روشنی میں ایک مجوزہ اخلاقی فریم ورک

# Ethical Principles of Islamic Dawah in Digital Media: A Proposed Ethical Framework in the Light of Quran and Sunnah


**Humera Bibi[1], Dr. Badshah Rahman[2], Muhammad Waqas[3]**

1. M.Phil Scholar, Islamic Studies, University of Malakand, Email: himayatullah270@gmail.com
2. Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Malakand, Email: badshah742000@yahoo.com
3. M. Phil Scholar, Islamic Studies, University of Malakand, Email: waqas.mughal9594895@gmail.com



**Abstract:**

The rapid expansion of digital media has transformed the landscape of communication and created unprecedented opportunities as well as ethical challenges for Islamic Dawah. Contemporary digital platforms are increasingly influenced by algorithm-driven communication, clickbait practices, misinformation, privacy violations, and polarized online interactions, all of which undermine the ethical integrity of religious communication. This qualitative study employs an analytical approach to examine these challenges in the light of the Qur'an & Sunnah and proposes a comprehensive ethical framework for Islamic Dawah in digital environments. The proposed framework is built upon key Qur'anic and Prophetic principles, including verification of information (*tabayyun*), truthful communication (*qawl sadīd*), protection of privacy and concealment of faults (*satr*), wisdom and respectful dialogue (*ḥikmah* and *ḥusn al-jidāl*), and avoidance of futile content (*iʿrāḍ ʿan al-laghw*). These principles are analyzed in relation to contemporary digital communication issues such as fake news, clickbait, online harassment, algorithmic manipulation, and unethical data practices. The study argues that effective digital Dawah should extend beyond technological competence and audience engagement by emphasizing ethical responsibility, academic integrity, authenticity, and respect for human dignity. The findings demonstrate that the Qur'an and Sunnah provide a coherent and sustainable ethical foundation capable of addressing the moral challenges of modern digital communication. The study contributes to contemporary scholarship by presenting an integrated Islamic ethical framework that can guide individuals, educational institutions, and digital media organizations in promoting responsible and value-based communication in the digital age.



**Keywords:** Islamic Dawah, Digital Media, Islamic Ethics, Qur'an and Sunnah, Digital Communication, Fake News, Privacy, Online Ethics.

**مقدمہ:**

دور جدید میں سماجی رابطوں کے لئے ویب سائٹس اور ڈیجیٹل مواصلاتی نظام نے انسانی زندگی، ان کی افکار اور باہمی تعلقات کو بالکل تبدیل کر دیا ہے، جہاں معلومات کی منتقلی اب محض ایک سادہ اور انسانی عمل نہیں رہی بلکہ یہ مکمل طور پر تجارتی کمپنیوں کے خودکار کمپیوٹر پروگراموں یعنی الگورتھم کے تابع ہو چکی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے افعال کو سمجھنے کے لیے جب ہم روایتی مواصلاتی نظریات جیسے معلومات کی عرق ریزی اور عوامی ترجیحات کا تعین کرنے والے نظریات پر غور کرتے ہیں، تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ماضی میں خبروں کو سنسر کرنے کا اختیار انسانوں کے ہاتھ میں ہوتا تھا، مگر جدید ڈیجیٹل دور میں یہ طاقت کمپیوٹر کے ان خودکار نظاموں کو منتقل ہو چکی ہے جو صارف کی پسند و ناپسند کا ڈیٹا جمع کرتے ہیں۔ "ان تجارتی پروگراموں کا اصل مقصود ہوتا یہ ہے کہ کوئی بھی صارف زیادہ وقت ان کی ویب سائٹس پر گزارے تاکہ ان کی اشتہارات سے ہونے والی آمدنی میں اضافہ ہو سکے، اور اس معاشی ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے لیے یہ الگورتھم اکثر سنسنی خیزی، افواہوں، جذباتی اشتعال انگیزی اور جھوٹی خبروں پر مبنی مواد کو خود بخود آگے بڑھاتے ہیں کیونکہ ایسا مواد صارفین میں زیادہ تیزی سے پھیلتا ہے۔ اس تجارتی اور تکنیکی ذہنیت نے عالمی سطح پر مواصلاتی اقدار، علمی سچائی، ابلاغی ثقاہت اور امانت داری کے معیار کو شدید نقصان پہنچایا ہے، جس کے اثرات مسلم معاشروں کی فکری اور اخلاقی ساخت پر بھی گہرے پڑ رہے ہیں کیونکہ ڈیجیٹل دنیا کا یہ تجارتی ماڈل اخلاقی اقدار سے یکسر عاری ہے"([i])۔

انہی تکنیکی اور معاشی چیلنجز میں ایک بڑا مسئلہ گمراہ کن سرخیوں کا استعمال ہے جسے ابلاغی اصطلاح میں کلک بیٹ کہتے ہے، اس کا آسان مطلب ہے کہ چاہے کوئی بھی خبر یا ویڈیو ہو اس کا عنوان اتنا سنسنی خیز یا حقیقت کے برعکس رکھا جائے کہ صارف اس پر رکنے پر مجبور ہو جائے، چاہے اندر موجود مواد بالکل مختلف یا بے بنیاد ہو۔ "یہ طریقہ کار بنیادی طور پر معاشی فائدہ حاصل کرنے اور صارفین کی تعداد بڑھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے، جو اخلاقی طور پر صریح دھوکہ دہی، مبالغہ آرائی اور جھوٹ میں آتا ہے اس لئے کہ اس کی وجہ سے مخاطب کو اصل سچائی سے دور رکھ کر صرف مادی مفاد میں گھیر لیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ ڈیجیٹل نظام نے صارفین کی نجی زندگی کے تحفظ یعنی پرائیویسی کو بھی ایک بڑے خطرے سے دوچار کر دیا ہے، جہاں منافع خور کمپنیاں لوگوں کی ذاتی معلومات، پیغامات اور روزمرہ کی عادات کی چوری چھپے نگرانی کرتی ہیں اور اس نجی ڈیٹا کو کاروباری مقاصد کے لیے بیچ دیا جاتا ہے، جو فرد کی آزادی اور حرمت کے اخلاقی اصولوں کے سراسر خلاف ہے"([ii])۔ ان دگرگوں حالات میں یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جدید دنیا کا مواصلاتی نظام جہاں مادی طور پر انتہائی ترقی یافتہ ہے، وہاں اخلاقی اور انسانی اقدار کے لحاظ سے شدید تنزلی کا شکار ہے، لہذا ایک ایسے جامع اور متبادل اخلاقی فریم ورک کی تشکیل ناگزیر ہو چکی ہے جو ابلاغ کے میدان میں مادی فوائد کے بجائے انسانی فلاح اور سچائی کو بنیاد بنائے۔

دور جدید کے مادیت پرست نظام کے مقابلے میں اسلام دعوت کا ایسا اسلوب پیش کرتا ہے جس کی اساس مستقل، ابدی اور الہامی قوانین پر قائم ہے جو انسانیت کی قبل الموت و بعد الموت زندگی کی فلاح کے ضامن ہیں۔ جب ہم ڈیجیٹل میڈیا پر پھیلی ہوئی افواہوں اور فیک نیوز کے نقصانات کا جائزہ لیتے ہیں، تو قرآنِ کریم کا اصولِ تثبت ایک بہترین معاشرتی اور اخلاقی و روحانی حل پیش کرتا ہے۔

اس میں ہر آدمی کے لئے یہ لازم ہو گیا ہے کہ وہ کوئی بھی بات یا خبر کو سنتے ہی اسے دوسروں تک پہنچانے سے پہلے اس کی تحقیق کرے تاکہ معاشرہ کسی بھی قسم کی فتنہ انگیزی، غلط فہمی اور نادانستہ نقصان سے محفوظ رہے۔ اسی طرح، کلک بیٹ اور مبالغہ آرائی کے ذریعے پھیلائی جانے والی گمراہی کے سدباب کے لیے اسلام "قولِ سدید" کا اصول متعارف کرواتا ہے۔ کہ انسان جب بھی بات کرے، بالکل سچی، واضح، لگی لپٹی کے بغیر اور حقیقت کے عین مطابق ہو۔ مزید برآں، ڈیجیٹل دنیا میں دوسروں کے نجی ڈیٹا کی چوری، جاسوسی اور عیوب کی تشہیر کے رجحان کو روکنے کے لیے اسلام کا اصولِ ستر پوشی اور تجسس کی ممانعت ایک ایسی اخلاقی دیوار قائم کرتی ہے جو انسانی عزت اور نجی زندگی کا تحفظ یقینی بناتی ہے، "اور یہ

اصول اسلام کے روایتی تعلیمات میں زبان کی حفاظت اور فضول باتوں سے احتراز کے آداب کے تحت تفصیل سے منقول ہے"([iii])۔ ان الہامی اصول وضوابط کے تناظر میں یہ مقالہ ایک ایسا اخلاقی فریم ورک سامنے لانا چاہتا ہے جو ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ کو فریب اور مادی منافع خوری سے نکال کر علمی امانت اور انسانیت کی فلاح کا ذریعہ بنا سکے۔

**قرآن کریم کا اصول تثبت:**

معاصر دور کا سب سے بڑا اخلاقی اور سماجی بحران جھوٹی خبروں کا بے ہنگم پھیلاؤ ہے۔ "جب ہم جدید مواصلاتی نظام میں جھوٹی خبروں کی ساخت اور اس کی منتقلی کی رفتار کی تشخیص کرتے ہیں، تو یہ واضح ہوتا ہے کہ ڈیجیٹل الگورتھم تجارتی ساخت بناء پر سچائی کے بجائے سنسنی خیزی پر مبنی مواد کو زیادہ تیزی سے صارفین تک پہنچاتی ہے، اسی بناء پر سماجی انتشار اور فکری گمراہی جنم لیتی ہے"([iv])۔ اس معاصر ابلاغی چیلنج کے مستقل اور اصولی سدِباب کے لیے قرآنِ مجید نے انسانیت کو ایک ایسا آفاقی اور محکم ضابطہ عطا کیا ہے جو معلومات کی منتقلی کے تمام مراحل میں تحقیق اور سائنسی ثقاہت کو لازمی گردانتا ہے۔ اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں اس اصول کو واشگاف الفاظ میں ذکر کیا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ"([v]) (اے مومنو، اگر آپ کو کوئی فاجر آدمی کوئی خبر سنائے تو اس کی تحقیق اور تصدیق کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بے خبری میں کسی اور قوم کو نقصان پہنچاؤ اور پھر اپنے کام پر پشیمان ہونا پڑے")۔ قرآنی اسلوب کا یہ حکم محض ایک سماجی نصیحت نہیں ہے بلکہ یہ ابلاغی علوم کا ایک خوبصورت سائنسی فلٹر ہے، جو کسی بھی خبر کو دوسروں تک پھیلانے سے پہلے اس خبر کی تصدیق کو سماج اور معاشرے کے لئے انتہائی مفید قرار دیتا ہے۔ تاکہ معاشرہ اور سماج جھوٹ، افواہوں اور پراپیگنڈوں سے محفوظ ہو جائے۔

جب ہم اس قرآنی اصول کا موازنہ معاصر ابلاغی نظریات اور ڈیجیٹل چیلنجز سے کرتے ہیں، تو سامنے آتا ہے کہ جدید دور میں معلومات کا ذخیرہ اتنا زیادہ ہو چکا ہے کہ عام آدمی کے لیے سچ اور افواہ میں فرق کرنا ممکن نہیں رہا۔ سوشل میڈیا کے متنوع پلیٹ فارمز پر خبروں کو پھیلانے کا کلچر اور لایک وویوز کی دوڑ نے ہر آدمی کو ایک غیر ضروری اور معاشرے کے لئے ایک خطرناک ناشر بنا دیا ہے، جہاں خبر کے درست ہونے سے زیادہ اس کے مشہور ہونے اور آگے پھیلانے کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اسلام کا اصولِ تثبت اس خود کار اور اندھی منتقلی پر ایک فکری اور اخلاقی بریک لگاتا ہے، جس کے تحت ڈیجیٹل میڈیا پر متحرک کسی بھی مسلمان مبلغ، داعی یا عام صارف کے لیے یہ شرعاً اور اخلاقاً حرام قرار پاتا ہے کہ وہ کسی بھی ایسی معلومات، پوسٹ یا ویڈیو کو آگے شیئر کرے جس کی حقیقت سے وہ خود واقف نہ ہو یا جس کی مستند ذرائع سے تصدیق نہ کی گئی ہو۔ "روایتی اسلامی مصادر اور اخلاقی تعلیمات میں زبان کی حفاظت اور فضول و غیر مصدقہ باتوں کو آگے پھیلانے کی سخت مذمت کی گئی ہے، کیونکہ زبان یا قلم سے نکلنے والا ہر لفظ انسانی معاشرے پر گہرا اثر چھوڑتا ہے"([vi])۔ لہٰذا، اس مجوزہ اخلاقی فریم ورک کے تحت ڈیجیٹل دعوت کا پہلا ستون یہ ہوگا کہ داعی انٹرنیٹ پر موجود کسی بھی مواد کو اڑتی ہوئی خبر کے طور پر قبول نہیں کرے گا، بلکہ قرآنی ہدایت کے مطابق اس کی سند، ماخذ اور متن کی باقاعدہ فیکٹ چیکنگ کرے گا، جس کی وجہ سے نہ صرف جھوٹی خبروں کا راستہ روکا جا سکتا ہے بلکہ ڈیجیٹل فضا میں علمی ثقاہت اور امانت داری کے اعلیٰ معیار کو بھی بحال کیا جا سکتا ہے۔

**قرآن کریم کا اصول قولِ سدید:**

جدید ابلاغی نظام میں صارفین کی توجہ حاصل کرنے کے لیے سچائی کو مسخ کرنا ایک عام تجارتی حربہ بن چکا ہے۔ ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ میں تجارتی مفادات اور سنسنی خیزی کے اس دور میں جہاں سرخیاں اور بیانات صرف اس لیے توڑ مروڑ کر پیش کیے جاتے ہیں تاکہ کثرت سے ویوز حاصل کئے جائے وہاں اسلام کا اصول "قولِ سدید" ایک محکم اخلاقی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ اس سے مراد ہر وہ بات، جو ہر قسم کے فریب، جھوٹ، مبالغے، ابہام اور فریب سے مبرا ہو اور واضح، سچی اور حقیقت پر مبنی ہو۔ قرآن کریم نے اہل ایمان کو تقویٰ کے فوراً بعد قول سدید کا حکم دیا ہے

جس سے واضح ہوتا ہے کہ انسانی معاشرے کی اصلاح اور اعمال کی قبولیت کی بنیاد زبان و بیان کی درستگی پر ہے۔ "معاصر ڈیجیٹل دنیا میں جب الگورتھم صارفین کو ایسی سرخیوں پر کلک کرنے پر مجبور کرتے ہیں جو اندرونی متن سے بالکل مختلف یا مبالغہ آمیز ہوتی ہیں تو وہ درحقیقت سماج میں قول سدید کی صریح خلاف ورزی اور ابلاغی بددیانتی جنم لیتی ہے "(vii)۔

"قول سدید" کی اس قرآنی بنیاد کو جب ہم سنت نبوی کی تناظر میں دیکھتے ہیں تو احادیث مبارکہ میں ابلاغی راست بازی اور سچائی کی اہمیت مزید واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے اور مبالغہ آرائی کی سخت ترین ممانعت ملتی ہے۔ حضور ﷺ نے زبانی اور ابلاغی دیانت داری کو ایمان کی کے لیے شرط قرار دیا ہے جیسا کہ "مسند احمد" کی روایت ہے کہ "کسی بندے کا ایمان جب تک اس کا دل ٹھیک نہ ہو جائے اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتا اور جب تک اس کی زبان درست نہ ہو جائے اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا "(viii)۔ ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ پر لکھی جانے والی ایک ایک سطر اور دی جانے والی ہر ایک سرخی داعی کے باطنی ایمان اور فکری استقامت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ایک اور مقام پر مبالغہ آرائی اور فریب سے لوگوں کو متوجہ کرنے پر سخت وعید بیان کی گئی ہے جہاں آپؐ نے فرمایا کہ "اس بندے کے لئے بربادی ہے کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے تاکہ اس کی وجہ سے لوگوں کو خوش کرے یا متوجہ کرے، اس کے لیے بربادی ہے، (یہ بات دو مرتبہ فرمائی)"(ix)۔ جدید دور کا کلک بیٹ کلچر اسی نبوی ممانعت کے زمرے میں آتا ہے جہاں محض مالی فائدے یا سستی شہرت کے لیے حقائق کو چھپایا یا بدلا جاتا ہے۔

لہٰذا اس مجوزہ اخلاقی فریم ورک کے تحت ڈیجیٹل دعوت میں اصول قول سدید کا نفاذ یہ تقاضا کرتا ہے کہ کوئی بھی اسلامی داعی یا محقق اپنے یوٹیوب چینل، فیس بک پوسٹ یا بلاگ پر کوئی ایسی سرخی یا تھمب نیل استعمال نہیں کرے گا جو اندرونی مواد کی درست عکاسی نہ کرتی ہو۔ سائنسی اور علمی ثقاہت کا معیار یہ ہونا چاہیے کہ جو بات جیسی ہے اسے ایسے ہی پیش کیا جائے اور اس میں اپنے آپ سے کوئی سنسنی خیز عنصر شامل کیا جائے کیونکہ ابلاغ میں فریب دہی کے ذریعے حاصل کی جانے والی توجہ شریعت کے اخلاق اور اقدار کے خلاف ہے۔ اس اصول کو اپنانے سے ڈیجیٹل میڈیا پر اسلامی دعوت کا وقار اور علمی ساکھ برقرار رہے گی اور سماج کو اس ڈیجیٹل دھوکے سے بچایا جا سکے گا جو معاصر ڈیجیٹل الگورتھم کی بدولت عام ہو چکا ہے۔

**ڈیجیٹل دعوت کا اخلاقی فریم ورک اور اصول ستر پوشی کی معاصر ابلاغی تفہیم:**

"جدید ڈیجیٹل دنیا میں ڈیٹا کی تجارت اور الگورتھم کی جاسوسی نے انسانی پرائیویسی کو ایک تجارتی چیز بنادی ہے جہاں سوشل میڈیا پلیٹ فارمز اپنے صارفین کی نجی ترجیحات، پیغامات اور ذاتی نوعیت کے معلومات کو ان کی اجازت کے بغیر جمع کر کے تجارتی کمپنیوں کو فروخت کرتے ہیں جو کہ صریحاً اخلاقی اور انسانی اقدار کی خلاف ورزی ہے "(x)۔ شریعت کا تصورِ اخلاق اس معاملے میں انتہائی حساس ہے اور وہ ہر آدمی کی پرایویسی کی مکمل ضمانت دیتا ہے کیونکہ قرآن کریم نے سورۃ الحجرات میں صریح لفظوں میں تجسس یعنی دوسروں کے احوال کی ٹوہ میں رہنے اور غیبت کرنے سے منع کیا ہے:

" وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ"(xi) (اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو میں نہ رہو اور تم میں سے کوئی اور کسی کی غیبت نہ کرے)۔ اس آیت کی بنیاد پر کسی بھی انسان کی پرائیویسی میں مداخلت یا اس کے عیوب کو اچھالنا قطعاً حرام قرار پاتا ہے۔ ڈیجیٹل دعوت کے حوالے سے بعض اوقات داعیانِ دین یا عام مسلمان بھی نادانستہ طور پر دوسروں کی نجی ویڈیوز، تصاویر یا کمزوریوں کو وائرل کر دیتے ہیں جو کہ اخلاقی زوال کی انتہا ہے۔

اس قرآنی اصول کی مزید سائنسی اور اخلاقی تشریح ہمیں سنتِ نبوی میں نظر آتی ہے جہاں حضور ﷺ معاشرتی امن، انفرادی عزت اور عیوب کے ستر پوشی کی حوصلہ افزائی فرماتے ہے وہاں انھوں نے دوسروں کے عیوب تلاش کرنے والوں کو سخت ترین وعیدیں سنائی ہیں۔ ارشاد نبوی ہے کہ "جو آدمی دوسرے مسلمان کے عیوب اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کے ٹوہ میں پڑ جائے گا تو وہ ان کو بگاڑ دے گا یا ان کو بگاڑ کے قریب پہنچا دے

گا"[xii]۔ یہ حدیث مبارکہ براہ راست معاصر ڈیجیٹل دور کے اس رویے پر صادق آتی ہے جہاں سنسنی خیزی پیدا کرنے یا کسی کو آن لائن رسوا کرنے کے لیے اس کی نجی زندگی کے مخفی پہلوؤں کو اچھالا جاتا ہے، جس کا نتیجہ خاندان اور سماج کی تباہی کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ ایسے ہی مسلم معاشرے میں نجی زندگی کے احترام کو اور مضبوط کرنے کے لیے آپؐ نے ستر پوشی کے اخروی انعامات کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "جو آدمی کسی دوسرے مسلمان کی عیوب سے صرف نظر کرے گا اللہ اس کے عیوب سے دنیا اور آخرت میں صرف نظر فرمائے گا"[xiii]۔ یہ احادیث واضح کرتی ہیں کہ ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ پر کسی بھی داعی کے لیے یہ بطور مسلمان لازم ہے کہ وہ معلومات کی نشر و اشاعت کے دوران کسی بھی فرد کی عزتِ نفس اور پرائیویسی کا خیال رکھے اور کسی کی رسوائی نہ کرے۔

لہٰذا اس مجوزہ اخلاقی فریم ورک کے تحت ڈیجیٹل دعوت اور سوشل میڈیا کے استعمال میں اصولِ ستر پوشی کا نفاذ ابلاغی اداروں اور انفرادی داعیان دونوں پر کچھ اہم ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔ علمی اور سائنسی ثقاہت کا اقدار یہی یہ ہے کہ ڈیجیٹل مواصلات کے دوران صارفین کے ذاتی ڈیٹا کا تحفظ کیا جائے اور بغیر اس کے اجازت کے اس کی نجی گفتگو، اسکرین شاٹس یا تصاویر کو پبلک نہ کیا جائے کیونکہ یہ امانت اور پردہ پوشی کے اسلامی اصولوں کے بالکل منافی ہے۔ ایک مثالی اسلامی داعی کو چاہیے کہ وہ اپنے ابلاغی بیانیے کو صرف تعمیری اور اصلاحی امور تک محدود رکھے اور معاشرے میں منتشر برائیوں یا افراد کے ذاتی عیوب کو سنسنی خیز بنا کر پیش کرنے کے بجائے ان کی پردہ پوشی کرے اور عمومی انداز میں اصلاح کی کوشش کرے۔ اس محکم اخلاقی فریم ورک کو اپنا کر ہی ہم ڈیجیٹل دنیا کو ایک محفوظ، معتبر اور اخلاقی طور پر بلند معاشرے میں تبدیل کر سکتے ہیں جو شریعت کے حقیقی مزاج کے بالکل مطابق ہو۔

**قرآن مجید کا آدابِ حسنِ مجادلہ:**

"معاصر ڈیجیٹل دنیا اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے المیوں میں بڑا المیہ یہ ہے کہ وہاں الگورتھم کی ساخت اور زیادہ سے زیادہ ویوز حاصل کرنے کی دوڑ نے اختلافی موضوعات، سنسنی خیزی اور جذباتی بیانیے کو فروغ دینے سے تعمیری مکالمے کی جگہ نفرت انگیز تقاریر اور فکری انتشار نے لے لی ہے"[xiv]۔ اس ابلاغی بگاڑ اور فکری افراتفری کے سدِباب کے لیے قرآن کریم نے دعوت اور فکری مکالمے کا ایک عالمگیر اور ابدی ضابطہ سورہ النحل میں بیان فرمایا ہے جس پر عمل کرنا موجودہ دور کے تمام ڈیجیٹل داعیان اور عام مسلمان صارفین کے لیے فکری و اخلاقی ضرورت بن چکا ہے۔ چنانچہ قرآن کا حکم ہے: "ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ،"[xv] (آپ اپنے خالق کی طرف بصیرت اور حسنِ نصیحت کے ساتھ بلا دیجیے اور ان سے اچھے سے بحث کریں، یقیناً آپ کا آقا ہی اچھا جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے ہٹا اور وہی ہدایت پانے والوں کو بھی اچھی طرح جانتا ہے)۔ یہ قرآنی آیت دعوتِ دین اور ابلاغِ حق کے لیے تین بنیادی مراحل کی نشاندہی کرتی ہے جن میں "حکمت و بصیرت"، "اچھی نصیحت" اور "حسن مجادلہ" شامل ہیں، اور یہ تینوں مراحل معاصر میڈیا پر نظریاتی، فقہی اور سیاسی مباحثوں کو کنٹرول کرنے کے لیے بہترین اور اچھے اصول منصہ شہود پر لے آتے ہیں۔ جس کا معاصر ڈیجیٹل مکالمے میں شدید قحط نظر آتا ہے۔ کہ فیسبک، وغیرہ جیسے پلیٹ فارمز پر متنوع مکاتبِ فکر یا نظریات کے حامی لوگ ایک دوسرے پر تکفیر اور غداری کے فتوے لگاتے نہیں رکتے اور تعمیری دلیل کے بجائے دشنام طرازی پر اتر آتے ہیں جو کہ قرآن کے آفاقی اخلاقیات کے یکسر مخالف ہے ۔ قرآن عظیم نے اچھے انداز میں بحث کی تلقین کے ساتھ ہی نظریاتی اور فکری مخالفین کو بھی اخلاقی اقدار کا حکم دیا ہے جیسا کہ سورہ طٰہٰ میں فرعون کے پاس سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہما السلام کو مبعوث کرتے وقت رب ذوالجلال نے ہدایت فرمائی: "فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ،"[xvi]

(پس آپ ان اس سے نرم بات کہنا شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈرے)۔ اگر فرعون جیسے سرکش انسان کے لیے نرم گفتاری اور قولِ لین کا حکم ہے تو موجودہ ڈیجیٹل دور کے داعیان کے لیے کیسے یہ بات صحیح ہو سکتی ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر اپنے فکری یا فقہی اختلاف رکھنے والے مسلمان بھائیوں یا غیر اسلامی مخاطبین کے خلاف سخت اور تذلیل آمیز زبان استعمال کریں۔

سنتِ کا عملی اسوہ بھی ہمیں ایسی ہی اعتدال اور بلند اخلاقی اقدار کا درس دیتا ہے جہاں رسول اکرمؐ نے علمی اور دعوتی مواصلات میں ہمیشہ عفو و نرمی کو اپنا شعار بنایا۔ صحیح البخاری کی روایت کے مطابق ام عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرم مزاجی کو پسند فرماتا ہے"([xvii])۔ ڈیجیٹل دعوت کے اس اخلاقی فریم ورک میں یہ حدیثِ مبارکہ اس بات کی خوبصورت دلیل ہے کہ آن لائن دنیا میں حق گوئی کے لیے جارحانہ انداز، تمسخر، اور طنز کا اسلوب اختیار کرنے کے بجائے متانت، سنجیدگی، علمی وقار اور نرم مزاجی کو اپنایا جائے کیونکہ سخت بیانیے سے مخاطب حق سے پرے ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی ترمذی شریف کی حدیث میں مومن کی ابلاغی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: "مومن طعنہ زن، لاعن، بدزبان اور فحش گو نہیں ہو سکتا"([xviii])۔ یہ احادیث معاصر انٹرنیٹ صارفین اور داعیانِ دین کے لیے ایک واضح ضابطہ اخلاق ہیں کہ کمنٹس یا ویڈیوز کے ذریعے کسی پر زبان درازی کرنا اور بدزبانی کرنا اسلامی ابلاغی نظریات کے صریحاً خلاف ہے۔

چنانچہ حاصل کلام یہ کہ اصولِ حسنِ مجادلہ کی روشنی میں ڈیجیٹل دعوت کا فریم ورک اس بات کا حکم دیتا ہے کہ سارے آن لائن علمی و دعوتی سرگرمیوں کو گالی گلوچ، فرقہ وارانہ تعصب اور شخصی حملوں سے پاک وصاف کیا جا سکے اور استدلال کو علمی اور منطقی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ داعیانِ دین پر لازم آتا ہے کہ سوشل میڈیا کے کمنٹ سیکشنز میں لاحاصل اور تکرار پر مبنی بحثوں سے خود کو دور رکھیں اور اگر کوئی ان کے ساتھ بدتمیزی یا جہالت کا رویہ اختیار کرے تو وہ قرآن کریم کے اس آیت پر اچھی طرح عمل کریں جہاں رحمان کے بندوں کی صفت بیان کی گئی ہے: "وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا، "([xix])(اور جب بے وقوف لوگوں سے ان کا سامنا ہوتا ہے تو وہ سلام کرکے ایک طرف ہو جاتے ہیں)۔ اس قرآنی منہج کو اپنا کر ہم آن لائن مباحثوں کو نفرت کے سیلاب سے نکال کر تعمیری رخ دے سکتے ہیں اور اسلام کے بہترین امن کے پیغام کو دنیا کے سامنے لائے۔

**ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ میں اعراض عن اللغو کا قرآنی اصول اور لغو مواد کا ابلاغی سدِباب:**

موجودہ دور کے سوشل میڈیا الگورتھمز کی ساخت کچھ ایسی رکھی گئی ہے کہ وہ استعمال کرنے والوں کی توجہ کو زیادہ دیر تک اپنے ہی پلیٹ فارم پر مرکوز رکھ سکیں جس کے لیے سنسنی خیزی، لغو، اور غیر اخلاقی یا غیر ضروری مواد کو زیادہ وائرل کیا جاتا ہے۔ اس ابلاغی بحران اور وقت کے ضیاع کے سدِباب کے لیے قرآن مجید نے مومنین کی ایک صفت اعراض عن اللغو یعنی لغو اور لایعنی چیزوں سے کنارہ کشی اختیار کرنا بیان فرمائی ہے جو موجودہ ڈیجیٹل دور کے داعیان اور عام صارفین کے لیے ایک اچھا اور بہترین اخلاقی میدان فراہم کرتی ہے۔ اللہ رب العزت نے سورہ المؤمنون میں کامیابی پانے والے مومنین کے اوصاف بیان فرماتے ہے: "والذین ھم عن اللغو معرضون، "([xx])(اور وہ لوگ بے کار باتوں سے پرے ہٹتے ہیں)۔ بے کار بات ہر وہ قول و فعل ہے، جس کا کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ نہ ہو اور جو انسان کے اخلاق، وقت اور فکری صلاحیتوں کو برباد کرے۔ معاصر ڈیجیٹل ابلاغیات میں کلک بیٹ سرخیاں، بے مقصد اسکرولنگ، اور محض ویوز حاصل کرنے کے لیے تیار کیا گیا سطحی مواد لغو کی بدترین جدید شکلیں ہیں جن سے بچنا اسلامی ابلاغی نظریات تناظر میں ہر مسلمان کے لیے بے حد لازم ہے۔

"اس قرآنی اصول کا اگر معاصر ابلاغی نظریات کے حوالے سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اسلام انسانی ذہن اور وقت کی قدر و قیمت کو کتنا اہمیت دیتا ہے۔ جب ہم دوسری طرف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر صارفین کا قیمتی وقت ایسی ویڈیوز اور پوسٹس کی نذر ہو جاتا ہے جو نہ تو ان کی علمی سطح کو بلند کرتی ہیں اور نہ ان کی اخلاقی تربیت کرتی ہیں بلکہ ان میں فکری انتشار پیدا کرتی ہیں"([xxi])۔ قرآن کریم نے لغو مواد کے

سامنے آنے پر ایک مومن کے طرزِ عمل کی وضاحت کرتے ہوئے سورہ الفرقان میں فرمایا: "وإذا مروا باللغو مروا كراما"(xxii) (اور جب وہ کسی بے کار چیز پر گزرتے ہیں تو شریفانہ گزر جاتے ہیں)۔ یہ آیت ڈیجیٹل میڈیا کے صارفین کو یہ ابلاغی سوجھ بوجھ عطا کرتی ہے کہ جب انٹرنیٹ پر ان کے سامنے کوئی لایعنی، سنسنی خیز یا اخلاق سوز مواد آئے تو وہ اس پر کلک کرنے یا اسے آگے شیئر کرنے کے بجائے شرافت کے ساتھ اسے نظر انداز کر دیں تاکہ بے کار باتوں کے انتشار روکا جا سکے۔

سنتِ میں بھی ہمیں وقت کی حفاظت اور لایعنی امور سے اپنے دامن بچانے کی سخت تاکید ملتی ہے جو کہ ڈیجیٹل اخلاقیات کی بنیاد ہے۔ جامع ترمذی میں ایک روایت ہے کہ " انسان کے بہترین اسلام کی یہ خوبی ہے کہ لایعنی اور بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے "(xxiii)۔ یہ حدیثِ مبارکہ موجودہ ڈیجیٹل دور میں مواد کی تخلیق اور اس کے استعمال دونوں کے لیے ایک بہترین اخلاقی اقدار مہیا کرتی ہے۔ داعیانِ دین اور ڈیجیٹل مواد کی تخلیق کاروں پر یہ اہم ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ وہ ایسا مواد تیار کرنے سے مکمل پرہیز کریں جو محض سستی شہرت یا کلک بیٹ پر مبنی ہو بلکہ ان کا مواد حکمت، علم اور سماجی اصلاح پر مبنی ہونا چاہیے کیونکہ لغو مواد کی ترویج سے معاشرہ میں فکری پاتال میں چلا جاتا ہے۔

چنانچہ اعراض عن اللغو کا قرآنی اصول معاصر ڈیجیٹل میڈیا کے لغو اور لایعنی رجحانات کا ایک جامع اور مؤثر علاج پیش کرتا ہے۔ ایک اسلامی ابلاغی فریم ورک کے تحت صارفین کو یہ شعور دینا ضروری ہے کہ وہ ڈیجیٹل آفاق میں اپنے اوقات کے حوالے سے جوابدہ ہونے کا احساس پیدا کریں اور الگورتھم کے بچھائے ہوئے سنسنی خیزی کے جال میں پھنسنے کے بجائے مفید اور تعمیری مواد کا انتخاب کریں۔ ڈیجیٹل داعیان کو چاہیے کہ وہ لغو بیانیوں کا مقابلہ مثبت، علمی اور تعمیری متبادل پیش کر کے کریں تاکہ انٹرنیٹ پر حق اور نفع بخش علم کا غلبہ ہو سکے۔

**نتیجہ:**

ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ کے معاصر چیلنجز کے سامنے اسلامی دعوت کے اخلاقی اصولوں کا ایک جامع اور مجوزہ فریم ورک پیش کیا گیا، جس میں قولِ سدید کے ذریعے جھوٹی خبروں اور فیک نیوز کا مقابلہ کرنے، تثبت کے اصول سے معلومات کی تصدیق کا نظام وضع کرنے، اور اعراض عن اللغو کے ذریعے کلک بیٹ اور لایعنی مواد کے ابلاغی سدِباب کی علمی توثیق ہو گئی ہے۔ اس تحقیق کا لب لباب یہ کہ قرآن وسنت کے عطا کردہ اخلاقی اصول محض روایتی معاشرے تک کافی نہیں، بلکہ وہ موجودہ دور کی جدید ترین الگورتھمک ساخت، ڈیٹا پرائیویسی کے بحرانوں اور سائبر اخلاقیات کے لیے بھی ایک اعلیٰ اور مثالی اخلاقی اقدار قائم کرے، جن پر عمل پیرا ہو کر ہی ڈیجیٹل فضا کو فکری اور اخلاقی آلودگی سے منقح کیا جائے۔ ان نتائج کی رو سے معاصر داعیانِ دین، تعلیمی اداروں اور ابلاغی تنظیموں کو ان قرآن وسنت کے اصولوں کو جدید ڈیجیٹل میڈیا پالیسیوں کا حصہ بنانا چاہیے تاکہ ایک صالح اور بااخلاق سائبر سوسائٹی کا قیام ممکن ہو سکے۔

---

[i]۔ اقبال، نوید، اور دیگر، ایتھیکل ڈائمینشنز آف سوشل میڈیا یوز ان دی لائٹ آف اسلامک ٹیچنگز: اے کانٹیکسٹوئل انالیسس فار پاکستان، معارف اولیاء، ۳، شمارہ ۱، ۲۰۲۵، ص ۳۶

[ii]۔ ایضا، ص ۴۰

[iii]۔ الیاس قادری، فیضانِ سنت، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ۲۰۱۳، ج ۲، ص ۱۲۲

[iv]۔ ایضا، ص ۳۶

[v]۔سورۃ الحجرات:٦

[vi]۔ ایضا،ج ۲، ص، ۱۲۲

[vii]۔ ایضا،ص،۳۸

[viii]۔احمد بن حنبل، المسند، موسسہ الرسالہ، بیروت، ۲۰۰۱، ج ۲۱، ص۴۳۸، حدیث نمبر:۱۳۰۴۸

[ix]۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، المکتبۃ العصریہ، بیروت، ج ۴، ص۲۹۷، حدیث نمبر:۴۹۹۰

[x]۔ ایضا، ص، ۴۲

[xi]۔سورۃ الحجرات:۱۲

[xii]۔ ایضا،ج ۴، ص، ۲۸٦، حدیث نمبر:۴۸۸۸

[xiii]۔ ایضا،ج ۴، ص، ۲۰۷۴، حدیث نمبر:۲٦۹۹

[xiv]۔ ایضا، ص، ۴۴

[xv]۔سورہ النحل، ۱۲۵

[xvi]۔سورہ طٰہٰ، ۴۴

[xvii]۔ ایضا، ج، ۸، ص، ۱۳, حدیث نمبر:٦۰۲۴

[xviii]۔ ایضا، ج، ۴، ص، ۳۵۳، حدیث نمبر:۱۹۷۷

[xix]۔سورہ الفرقان، ٦۳

[xx]۔سورہ المؤمنون، ۳

[xxi]۔ ایضا، ص، ۴٦

[xxii]۔سورۃ الفرقان، ۷۲

[xxiii]۔ ایضا، ج، ۴، ص، ۵۵۸، حدیث نمبر ۲۳۱۷